شیعہ مذہب

المعروف

عقائدِ جعفریہ

جلد اول

محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ

محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ حسینیہ شیرازیہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

قَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ خَذَلَتْنَا شِيعَتُنَا

تحقیق ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل کر دیا

{شیعوں کی معتبر کتاب مقتل ابی مخلف، ص ۴۳
ناسخ التواریخ حالات سید الشہداء، ص ۱۴۷ ج ۲}

عقائدِ جعفریہ

(جلد اول)

باب اول	اللہ، انبیاء، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اہل بیت کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں
باب دوم	آئمہ اہل بیت کی شیعوں پر پھٹکار
باب سوم	بحث بنات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ
محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ حسینیہ ۞ جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال گنج ۞ لاہور ۞ پاکستان فون 7227228

نام کتاب ـــــــ عقائدِ جعفریہ (جلد اول)

مصنف ـــــــ محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ
بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

کتابت ـــــــ راجہ محمد صدیق کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ

ہدیہ ـــــــ

نوٹ

کتاب ہذا عقائدِ جعفریہ میں ہم نے ہر موضوع پر اپنے دعویٰ کا اثبات و استدلال صرف اور صرف کتب شیعہ سے ہی کیا ہے جن چند مقامات پر سنی کتب سے استناد کیا گیا ہے وہاں کتب شیعہ سے اس کی مضبوط تائید بھی پیش کی گئی ہے اور یہی اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔

مکتبہ نوریہ حسینیہ ○ جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال گنج۔ لاہور ○ پاکستان فون 7227228

نبوت پر سرفراز ہوئے۔ اور فرمایا۔ یہ مسئلہ اٹل ہے۔ اس میں شک لانے والا بھی لعنتی ہے۔

گستاخی نمبر (۴):۔

ائمہ اہل بیت کی ولایت کو تمام انبیاء کرام پر پیش کیا گیا جنہوں نے اس سے توقف کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے عذاب میں مبتلا کیا

انوار نعمانیہ:۔

اَلثَّامِنُ مَا رَوَاهُ اَبُوْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ قَالَ دَخَلَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ وَ قَالَ
لَهٗ يَا ابْنَ الْحُسَيْنِ اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ اِنَّ
يُوْنُسَ ابْنَ مَتّٰى اِنَّمَا لَقِيَ مَا لَقِيَ لِاَنَّهٗ عُرِضَتْ عَلَيْهِ
وِلَايَةُ جَدِّيْ فَتَوَقَّفَ عِنْدَهَا فَقَالَ بَلٰى
ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ قَالَ فَاَرِنِيْ اٰيَةَ ذٰلِكَ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ فَاَمَرَ بِشَدِّ عَيْنَيْهِ
بِعِصَابَةٍ وَ عَيْنَيَّ بِعِصَابَةٍ ثُمَّ اَمَرَ بَعْدَ
سَاعَةٍ بِفَتْحِ اَعْيُنِنَا فَاِذَا نَحْنُ عَلٰى شَاطِئِ
بَحْرٍ تَضْطَرِبُ اَمْوَاجُهٗ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ
يَا سَيِّدِيْ دَمِيْ فِيْ رَقَبَتِكَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ نَفْسِيْ ثُمَّ

قَالَ يَا أَيُّهَا الْحُوتُ قَالَ فَاطَّلَعَ الْحُوتُ رَأْسَهُ
مِنَ الْبَحْرِ مِثْلَ الْجَبَلِ الْعَظِيمِ وَهُوَ يَقُولُ لَبَّيْكَ
لَبَّيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا
حُوتُ يُونُسَ يَا سَيِّدِي إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ
نَبِيًّا مِنْ آدَمَ إِلَىٰ أَنْ صَارَ جَدُّكَ مُحَمَّدٌ
إِلَّا وَقَدْ عُرِضَ عَلَيْهِ وَلَايَتُكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ فَمَنْ قَبِلَهَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَخَلَّصَ
وَمَنْ تَوَقَّفَ عَنْهَا وَتَتَعْتَعَ فِي حَمْلِهَا لَقِيَ مَا لَقِيَ
آدَمُ مِنَ الْمُصِيبَةِ وَمَا لَقِيَ نُوحٌ مِنَ
الْغَرَقِ وَمَا لَقِيَ إِبْرَاهِيمُ مِنَ النَّارِ
وَمَا لَقِيَ يُوسُفُ مِنَ الْجُبِّ وَمَا لَقِيَ
أَيُّوبُ مِنَ الْبَلَاءِ وَمَا لَقِيَ دَاوُدُ مِنَ
الْخَطِيئَةِ إِلَىٰ أَنْ بَعَثَ اللّٰهُ يُونُسَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ يَا يُونُسُ تَوَلَّ
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا وَالْأَئِمَّةَ الرَّاشِدِينَ
مِنْ صُلْبِهِ فَقَالَ كَيْفَ أَتَوَلَّى مَنْ لَمْ أَرَهُ
وَلَمْ أَعْرِفْهُ وَذَهَبَ مُغَاضِبًا
فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالَىٰ أَنِ الْتَقِمِي يُونُسَ
وَلَا تُوهِنِي لَهُ عَظْمًا فَمَكَثَ فِي
بَطْنِي أَرْبَعِينَ صَبَاحًا يَطُوفُ مَعِيَ
الْبِحَارَ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ يُنَادِي لَا إِلٰهَ
إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

اِذَا لَمْ يَزَلْ وَقَدْ قَبِلْتُ وَلَايَةَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ وَالْاَئِمَّةِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ وُلْدِهٖ فَلَمَّا اَنْ اٰمَنَ بِوِلَايَتِكُمْ اَمَرَنِي رَبِّي وَنَبَذْتُهٗ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَقَالَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِرْجِعِيْ اَيَّتُهَا الْحُوْتُ اِلٰى وَكْرِكِ فَرَجَعَ الْحُوْتُ وَاسْتَوَى الْمَاءُ

(انوار نعمانیہ ص ۸ مطبوعہ ایران طبع قدیم۔
بحث تعداد حروف اسم اعظم)

ترجمہ:۔

ابو حمزہ ثمالی نے کہا۔ کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عمر، امام زین العابدین کے پاس تشریف لائے، اور کہا۔ اے ابن الحسین! تم یہ کہتے ہو۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے عذاب میں اس لیے مبتلا کیے گئے۔ کہ انہیں تمہارے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پیش کی گئی۔ تو انہوں نے توقف کیا۔ (کیا یہ درست ہے؟) امام زین العابدین نے فرمایا۔ تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ یہ بات حق ہے۔ اس پر ابن عمر نے کہا۔ آپ مجھے اس بارے میں کوئی نشانی دکھلائیں۔ امام زین العابدین نے کہا کہ میری اور اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ لو۔ جب باندھ دیں، ایک ساعت کے بعد فرمایا۔ کھول دو۔ جب کھولا۔ تو دیکھا۔ کہ ہم تو ٹھاٹھیں مارتے دریا (سمندر) کے کنارے کھڑے ہیں۔ ابن عمر نے کہا۔ یا سیدی! میرا خون آپ کی گردن پر ہے۔ یہ کلمہ اپنے دل میں کہا۔ پھر امام زین العابدین

نے مچھلی کو بلایا۔ تو فوراً ایک مچھلی نے پانی میں سے پہاڑ کی طرح سر نکالا۔ اور کہنے لگی اے اللہ کے ولی! میں آگئی ہوں۔ میں حاضر ہوں امام زین العابدین نے کہا۔ تو کون ہے۔ کہنے لگی وہی مچھلی ہوں۔ جس نے یونس کو نگلا تھا آدم سے لے کر تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ آپ کے جد امجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا۔ ان تمام پر اللہ تعالیٰ نے تم اہل بیت کی ولایت پیش کی جس نے وہ قبول کر لی۔ سلامتی میں رہا۔ اور جس نے اس کے قبول کرنے میں توقف کیا۔ تو اُسے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پریشانی، نوح علیہ السلام کو ڈوبنے کا خطرہ، ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود سے واسطہ، یوسف علیہ السلام کو اندھے کنوئیں میں گرنا، ایوب علیہ السلام کو تکالیف کا سامنا۔ داؤد علیہ السلام کو غلطی اور گناہ سے واسطہ پڑنا۔ یہاں تک کہ یونس علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی کی کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ائمہ راشدین جو ان کی پشت سے ہونے والے ہیں۔ ان کی ولایت کا اقرار کرو۔ تو انہوں نے کہا۔ یا اللہ! میں نے جسے دیکھا نہیں۔ جسے جانتا نہیں اس سے کیسے دوستی کروں۔ غصہ ہو کر چل پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے (مچھلی کو) کہا۔ یونس کو نگل جا لیکن اس کی ہڈیاں نہ ٹوٹنے پائیں۔ میں نے نگل لیا۔ وہ چالیس دن میرے پیٹ میں رہے۔ میں انہیں لے کر مختلف سمندروں میں لیئے پھرتی رہی۔ وہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین، پڑھتے رہے۔ اور جب یہ کہا۔ کہ میں نے حضرت علی اور ائمہ راشدین کی ولایت کو قبول کیا۔ تو اللہ نے مجھے حکم دیا۔ اسے اگل دو۔ میں نے سمندر کے کنارے اگل دیا

اس کے بعد امام زین العابدین نے اس مچھلی کو چلے جانے کا حکم دیا۔ مچھلی پانی میں چلی گئی۔ اور پانی برابر ہو گیا۔ انتہی۔

یعنی ان تمام انبیاء کرام کو جو مصائب درپیش آئے۔ ان کا ایک ہی سبب تھا۔ کہ انہوں نے ولایت علی اور ولایت آل علی کے ماننے میں توقف کیا۔ جب مصیبت پڑی۔ تو پھر اس کا اقرار کر کے رہائی حاصل کی۔ ورنہ ان کا توقف ناقابل معافی جرم تھا۔ جس کی سزا میں تخفیف بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

گستاخی نمبر(۵):۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں

انوار نعمانیہ:۔

التَّاسِعُ مَا اَوْرَدَهُ الصَّدُوْقُ نَقْلًا عَنْ جَمَاعَةٍ ثِقَاتٍ قَالَ لَمَّا وَرَدَتْ حُرَّةُ بِنْتُ حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةِ عَلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ الثَّقَفِيِّ وَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهَا اَنْتِ حُرَّةُ بِنْتُ حَلِيْمَةَ قَدْ قِيْلَ عَنْكِ اِنَّكِ تُفَضِّلِيْنَ عَلِيًّا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَ عُثْمَانَ قَالَتْ لَقَدْ كَذَبَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنِّيْ فَضَّلْتُهُ عَلٰى هٰؤُلَاۤءِ خَاصَّةً قَالَ وَ عَلٰى مَنْ غَيْرُ هٰؤُلَاۤءِ قَالَتْ اُفَضِّلُهُ عَلٰى اٰدَمَ وَنُوْحٍ

وَنُوحاً وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
وَعِيسَى بْنَ مَرْيَمَ فَقَالَ لَهَا وَيْلَكِ أَتَقُولِينَ
لَكِ إِنَّكِ تُفَضِّلِينَهُ عَلَى الصَّحَابَةِ وَتَزِيدِينَ
عَلَيْهِمْ سَبْعَةً مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ أُولِي الْعَزْمِ
فَإِنْ لَمْ تَأْتِينِي بِبَيَانِ مَا قُلْتِ وَإِلَّا
ضَرَبْتُ عُنُقَكِ فَقَالَتْ مَا أَنَا فَضَّلْتُهُ عَلَى
هٰؤُلَاءِ الْأَنْبِيَاءِ بَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَضَّلَهُ
فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ عَلَيْهِمْ قَوْلُهُ فِي حَقِّ آدَمَ
فَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ وَقَالَ فِي حَقِّ عَلِيٍّ
وَكَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُوراً فَقَالَ أَحْسَنْتِ يَا
حُرَّةُ فَبِمَ تُفَضِّلِينَهُ عَلَىٰ نُوحٍ وَلُوطٍ قَالَتْ
اللّٰهُ تَعَالَىٰ فَضَّلَهُ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلاً لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَةَ نُوحٍ وَامْرَأَةَ لُوطٍ
كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا
وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ مَلَكُهُ تَحْتَ سِدْرَةِ
الْمُنْتَهَىٰ وَزَوْجَتُهُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ
الَّتِي يَرْضَى اللّٰهُ عَنْهَا لِرِضَاهَا وَيَسْخَطُ
بِسُخْطِهَا فَقَالَ أَحْسَنْتِ يَا حُرَّةُ فَبِمَ
تُفَضِّلِينَهُ عَلَىٰ أَبِي الْأَنْبِيَاءِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ
اللّٰهِ فَقَالَتْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَضَّلَهُ بِقَوْلِهِ قَالَ
إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ

ذُرٍّءِمِنْ قُلْ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ وَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ قَوْلاً لَمْ یَخْتَلِفْ فِیْہِ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا وَ ھٰذِہٖ کَلِمَۃٌ لَمْ یَقُلْھَا قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ اَحَدٌ قَالَ اَحْسَنْتِ یَاحُرَّۃُ فَبِمَ تُفَضِّلِیْنَہٗ عَلٰی مُوْسٰی نَجِیِّ اللّٰہِ قَالَتْ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فَخَرَجَ مِنْھَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ بَاتَ عَلٰی فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَمْ یَخَفْ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّہٖ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ قَالَ اَحْسَنْتِ یَاحُرَّۃُ۔

(انوار نعمانیہ ص۸ تا ۹ طبع ایران قدیم در بحث استنباط حرۃ عند الحجاج علی تفضیل علی علیہ السلام)

ترجمہ:۔

شیخ صدوق نے ایک ثقہ جماعت سے نقل کیا ہے۔ کہ جب "حرۃ بنت حلیمہ سعدیہ" حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئی۔ اور آکر سامنے بیٹھ گئی۔ تو حجاج نے پوچھا۔ تو وہی حرۃ ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر، عمر اور عثمان پر فضیلت دیتی ہے؟ کہنے لگی۔ جن لوگوں نے

میرے بارے میں صرف ان تین پر فضیلت دینے کا کہا۔ انہوں نے جھوٹ بولا۔ حجاج نے پوچھا۔ تو ان کے علاوہ دوسروں پر بھی تو فضیلت دیتی ہے۔؟ کہنے لگی۔ میں حضرت علی کو آدم، نوح، لوط، ابراہیم، موسیٰ داؤد، سلیمان اور عیسیٰ بن مریم پر بھی فضیلت دیتی ہوں۔ حجاج نے کہا تو تباہ ہو جائے۔ میں تجھ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا تو واقعی حضرت علی کو صحابہ سے افضل سمجھتی ہے۔ لیکن تو نے تو حد کر دی۔ کہ سات اولو العزم انبیاء کے نام لے کر ان سے بھی فضیلت میں انہیں بڑھا دیا۔ جو کچھ تو نے کہا۔ اس کی دلیل پیش کرنا پڑے گی۔ ورنہ گردن اڑا دوں گا۔ کہنے لگی۔ میں نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان پر فضیلت نہیں دی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس فضیلت کا ذکر فرمایا۔ آپ دیکھتے نہیں۔ قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق "وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی" آیا ہے۔ یعنی آدم نے اپنے رب کے حکم کے خلاف کیا۔ اور ناکام رہے لیکن حضرت علیؓ کے متعلق ارشاد ہے "وَكَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا" ان کی محنت بارآور ہوئی۔ اور ان کی محنت مشکور ہے۔ حجاج نے کہا۔

اے حرة! کیا خوب کہا۔ پھر پوچھا۔ ان کو حضرت نوح و لوط پر فضیلت کس بنا پر دیتی ہے۔؟ کہنے لگی۔ اللہ نے فرمایا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ الخ۔

اللہ نے کفار کے لیے حضرت نوح و لوط کی بیویوں کی مثال بیان کی۔ کہ یہ دونوں بہترین نیک بندوں کے عقد میں تھیں۔ لیکن

اپنے اپنے خاوند سے دونوں نے خیانت کی۔ اور حضرت علی کے بارے میں ہے۔ کہ آپ عرش کے نیچے حکومت کرنے والے ہیں۔ اور آپ کی بیوی خاتون جنت بنت رسول جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں یہ وہ بیوی ہیں۔ کہ جن کی رضامندی سے خدا راضی اور جن کی ناراضگی سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ حجاج نے کہا۔ اسے حرہ! تونے کیا خوب کہا۔ اب یہ بتلا۔ کہ انبیاء کرام کے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیسے فضیلت دیتی ہے کہنے لگی حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ہے "اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى الخ" جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ! مجھے دکھلا۔ کہ تو مردے کس طرح زندہ کرے گا۔؟ فرمایا۔ کیا تیرا اس پر ایمان نہیں۔ عرض کی۔ ہے۔ لیکن اطمینان قلب کی خاطر یہ سوال کیا ہے۔ اور حضرت علی مرتضٰی نے ایسی بات کہی۔ جس میں کسی مسلمان نے اختلاف نہ کیا۔ وہ یہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھنے کے لیے جو آنکھوں پر پردے ہیں۔ اگر ان کو ہٹا دیا جائے۔ اور اللہ کا دیدار بلا حجاب آنکھیں کریں۔ تو میرے پہلے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہو گی۔ یہ وہ کلمہ ہے۔ جو نہ اس سے قبل کسی نے کہا اور نہ بعد میں کسی کو کہنے کی ہمت ہو گی۔ حجاج نے پھر تحسین کی اور پوچھا کہ حضرت موسیٰ پر فضیلت کیوں دیتی ہے۔ کہنے لگی اللہ نے حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا۔ "فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا الخ" یعنی موسیٰ اس شہر سے خوف زدہ ہو کر نکلے۔ اور امید لگائے ہوئے تھے۔ عرض کی۔ اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات دیجیے۔ اور حضرت علی کی یہ شان ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر شب ہجرت سوئے۔ اور کوئی خوف نہ کھایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ" الخ
یعنی کچھ لوگ وہ ہیں۔ جو رضاءِ خداوندی کے لیے اپنے آپ کو بیچ ڈالتے
ہیں۔ حجاج نے کہا۔ اے حر۔ تو نے کیا خوب استدلال لیا

"انوارِ نعمانیہ" کی مذکورہ عبارات سے تین امور ثابت ہوئے

۱۔ ائمہ اہلِ بیت اپنی ولایت پر بطورِ حجت و دلیل جس جانور کو چاہیں۔ پیش کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ امام زین العابدین نے عبد اللہ بن عمر کی تسلی کی خاطر ہزاروں برس پہلے کی مچھلی کو گویا کرایا۔ اور اس سے یہ ثابت کر دکھایا۔ کہ اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو صرف اس لیے نگلا تھا۔ کہ وہ "ولایتِ علی" کے بارے میں توقف میں تھے۔

۲۔ حضرت آدم کا جنت سے خروج، نوح کا مبتلائے طوفان ہونا۔ ابراہیم کا نارِ نمرود سے واسطہ پڑنا۔ یوسف کا اندھے کنوئیں میں ڈالا جانا، ایوب کا مرضِ شدید میں گرفتار ہونا، داؤد کا گناہ میں پڑنا اور یونس علیہم السلام کا مچھلی کے پیٹ میں جانا۔ یہ سب سزائیں ان انبیاء کرام کو (معاذ اللہ) اس لیے دی گئیں۔ کہ انہوں نے "ولایتِ علی" کو قبول کرنے میں توقف کیا تھا۔ اور جب اسے تسلیم کر لیا۔ تو سب سختیاں معاف ہو گئیں۔

۳۔ آدم علیہ السلام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس وجہ سے ہے۔ کہ آدم نافرمان تھے۔ اور علی کی کوشش مشکور تھی۔ حضرت نوح و لوط علیہما السلام پر ان کی فضیلت اس بنا پر ہے کہ ان دونوں پیغمبروں کی بیویاں کافرہ تھیں۔ اور علی کی زوجہ فاطمہ بنت رسول تھیں۔
ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت اس لیے کہ وہ اطمینانِ قلب کے متلاشی تھے۔

اور علی کو یہ مقام حاصل ہو چکا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت اس بنا پر کہ وہ فرعون سے ڈر کر شہر چھوڑ گئے۔ لیکن علی مخالفین کے درمیان بے خوف و خطر بستر رسول پر سوئے رہے۔

ان گستاخیوں کے بارے میں گزارشات

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ شیعہ لوگوں کے نزدیک نبوت اور رسالت بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت [illegible] ہونا منحصر ہے۔ جس نے "ولایت علی" کا اقرار کر لیا وہ بغیر کسی تکلیف وا بتلاء کے پیغمبر بن گیا۔ اور جس نے اس بارے میں توقف کیا وہ آزمائشوں میں ڈال دیا گیا۔

"استغفر اللہ ھذا بھتان عظیم"

امام جعفر صادق نے اسی لیے یہ بات پہلے سے ہی واضح کر دی تھی کہ جو شخص بڑھا چڑھا کر ہمیں انبیاء کرام کی صف میں شامل کرے۔ اس پر خدا کی لعنت۔ اور جو اس میں شک کرے وہ بھی لعنتی۔ خود اہل بیت کے ایک امام اپنے باقی ائمہ کی ترجمانی میں یہ کہیں۔ اور ان کے نام نہاد محبین "انہیں نبیوں پر ترجیح" ہی دیں۔ انبیاء کی صف میں شامل کرنا تو ان کے نزدیک "توہین علی" ہے۔ بلکہ یہ تو ثابت کرتے ہیں۔ کہ سب نبی "ولایت علی" کے طفیلی ہیں۔

اور علی کا منصب و مقام ان سب سے اونچا ہے۔

برابری کا قول تو موجب لعنت۔ اور بڑائی کا قول عین ایمان!

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

اہل علم پر یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔ کہ جن [illegible] بت کو "نعمت اللہ جزائری"